مفتی ذاکر حسن نعمانی

امریکی یوتھ ایکسچینج پروگرام یا نوجوان نسل کی تباہی؟

مسلم نسلِ نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی کا امریکی YES پروگرام

کیری لوگر بل کے ذیل میں امریکہ نے یوتھ ایکسچینج سٹڈی پروگرام (YES) کا آغاز کیا، اس پروگرام میں پاکستان کے ذہین و فطین طلباء و طالبات امریکہ کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں جبکہ اتوار کا دن وہ کسی امریکی گھر میں گزاریں گے، تاکہ امریکہ کا کلچر پوری دنیا میں پروموٹ Promote ہو جائے، اس پروگرام کے بہت سے منفی پہلو ہیں، مگر اس پروگرام کے مقاصد خود امریکہ کی زبان میں حسب ذیل ہیں:

The Kenedy-Lugar youth ecxhange and study (YES) programme was established by congress in october 2002 in response the events of September 11,2001. The programme in funded through the US Department of State and sponsored by the Bureau of Educational and Culture Affairs (ECA) to provide scholarships for high school students from countries with Significant Muslim Populations to spend up to one acadmemic year in the United States.Students live with host families attend high school engage in activities to learn about american society and values acquire leadership skills and help educate Americans about there countries and cultures.Starting in 2009.The YES Abroad program was established to provide a similar experience for students (15-18 years) to spend and an academic year in select YES countries.

کینیڈی لوگر کا Y E S پروگرام نوجوان طلبہ وطالبات کا تعلیمی تبادلہ اکتوبر 2002ء میں 11 ستمبر 2001ء (نائن الیون) کے واقعہ کی وجہ سے امریکہ میں کانگرس نے تشکیل دیا ہے۔ اس پروگرام کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے فنڈ بذریعہ ادارہ برائے تعلیم وثقافتی امور ہائی اسکول کے طلبہ وطالبات کو اسکالرشپ کے طور پر مہیا کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمان آبادی کے طلبہ وطالبات، تاکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تعلیمی ایک سال گزار سکیں۔ ان طلبہ وطالبات کی میزبانی امریکہ کا کوئی

---

* استادِ حدیث جامعہ عثمانیہ پشاور

بھی خاندان کرے گا۔وہاں یہ طلبہ ہائی سکولزاوردیگر سرگرمیوں میں مصروف رہ کرامریکی تہذیب اوراس کی قدر و قیمت معلوم کرکے لیڈرشپ کی مہارت حاصل کریں اوراس طرح امریکیوں کوبھی اپنے ممالک کی تہذیب سے آگاہ کریں گے۔2009ء میں یہ YES بیرونی پروگرام اس لیے شروع ہوا کہ منتخب ممالک کے پندرہ سے اٹھارہ سال تک کی عمر والے طلبہ وطالبات امریکہ میں تعلیمی ایک سال صرف کرکے مذکورہ بالا تجربات اوراہداف سے مستفید ہوسکیں۔

مزید تفصیلات:

YES پروگرام والی اسکیم میں پاکستان سے جولڑکے جاچکے ہیں ان سے اس پروگرام کی کچھ مزید تفصیلات جو بالواسطہ اور بلا واسطہ حاصل کی گئیں ہیں، درج ذیل ہیں:

اس پروگرام میں شرکت کرنے والے طلبہ اور طالبات کے انتخاب کے لیے انٹرویو کرنے والے تقریبا 19 سال والے وہ لڑکے ہوتے ہیں جو دو تین سال قبل امریکہ کا یہ پروگرام اٹینڈ کرچکے ہوں۔(یعنی: پروگرام میں شرکت کرچکے ہیں)

اس پروگرام میں شرکت کرنیوالے زیادہ تر طلبہ وطالبات سرکاری اسکولوں کے ہوتے ہیں۔

پچاس فیصدلڑکے ہوتے ہیں اور پچاس فیصدلڑکیاں ہوتی ہیں۔

جس وقت امریکہ جاتے ہیں تو ایک فارم فل (پُر) کرتے ہیں۔جس میں لکھا ہوتا کہ girlfriend ,boy friend نہیں بنانا۔زنا،شراب سے پرہیز کرنا ہے۔شرکاء پروگرام کے کہنے کے مطابق یہ گندی حرکتیں اگرکوئی چھپ کرکرنا چاہے تو کرسکتا، کیونکہ وہ فری اورآزاد ماحول والا ملک ہے۔

پروم prom کے نام سے اسکول میں ایک پروگرام ہوتا ہے۔

پروم کی حقیقت پہلے جان لیں۔

Example:The prom is a formal dance usually sponsored by a high school or a college. .

Defination:A formol dance especailly one held by a class in high school or college at the end of a year promontory.

یعنی:ہائی اسکول یا کالج میں رسمی سالانہ جنسی ڈانس پارٹی۔

بقول شرکاء اس میں طلبہ وطالبات couple (جوڑا)یا non couple کی شکل میں شرکت کرتے ہیں، یادرہے جوڑے سے مرادخلاف جنس (لڑکااورلڑکی) جوڑا ہے، ہم جنسوں کا جوڑا نہیں۔رہی یہ بات کہ جوڑا کیسے بنے گا؟ تو یہ لڑکے اورلڑکی کی صوبدید پر ہے، جوجس کے ساتھ جڑنا چاہے، کوئی پابندی نہیں۔

Prom میں ڈانس کے علاوہ کھانے کا پروگرام بھی ہوتا ہے۔ یہ پروگرام ادارہ کے اساتذہ کی نگرانی

میں ہوتا ہے ۔طلبہ وطالبات امریکی خاندانوں کے گھروں میں رہتے ہیں ۔لڑکا خواہ کسی خاندان کے گھر میں الگ کمرہ میں رہے، یا ان کے لڑکوں کے ساتھ کمرہ میں رہے ۔ یہ لڑکے کی مرضی ہے۔اگر کوئی خاندان اس کو پسند نہیں تو کسی دوسرے خاندان کے گھر رہائش اختیار کر سکتا ہے اسی طرح لڑکی بھی کسی خاندان کے ساتھ الگ کمرہ میں رہے، یا ان کی لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہے ۔

بقول شرکاء اس رہائش کے دوران پردہ اور حجاب کا کوئی تصور نہیں ۔ظاہر بات ہے ایک گھر میں ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح رہنا پڑتا ہے ۔ان طلبہ وطالبات کی عمر پندرہ سال سے اٹھارہ تک ہوتی ہے ۔اس پروگرام کے شرکاء کا تجزیہ ہے کہ امریکی ثقافت کے جذب کرنے کے علاوہ اس پروگرام کے منفی اثرات بہت زیادہ ہیں ۔

مسلم نسل نو کی نظریاتی ،اخلاقی اور عملی تباہی کا YES پروگرام

نفس ،شیطان اور کافر بالخصوص امریکہ کسی مسلمان کا دوست نہیں ہوسکتا ۔اس لیے سیاسی ،کاروباری اور دیگر دنیاوی امور کے علاوہ کفار کے ساتھ دوستی ہر حالت میں منع ہے ۔کفار کے ساتھ دوستی بڑی خطرناک ہے ۔خاص کر امریکہ کے ساتھ، کیونکہ ان کی دوستی میں منافقت لازما ہوگی ۔کافر مسلمان کے ساتھ کبھی بھی مخلص نہیں ہوسکتا ۔یہی وجہ ہے کہ شروع سے کفار کی طرف سے مختلف قسم کی جنگیں ہمیشہ جاری رہی ہیں ،مثلاً: مذہبی جنگ ،صلیبی جنگ ،تہذیبی جنگ ،سیاسی جنگ ،وسائل کی جنگ ،سرد جنگ ۔یہ جنگیں ہر دور میں تسلسل کے ساتھ مختلف شکلوں میں مسلمانوں کے خلاف لڑی جارہی ہیں ۔اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔لہذا مسلمان اور مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مذکورہ بالا ہر قسم کی جنگ لڑنے کیلئے ہر قسم کی بھر پور تیاری کرنی چاہیے۔ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الانفال: ٦٠) یعنی: کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے، ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو، میں اس طرف اشارہ ملتا ہے ۔

کفار ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف نئی نئی سازشیں بناتے ہیں ان کے پاس تھنک ٹینک موجود ہیں جو عالم اسلام کے خلاف ہر دور میں حکمت عملی وضع کرتے ہیں اس کیلئے بھاری فنڈ مختص کرتے ہیں ۔ان کی حکمت عملیوں میں بعض مسلمان بھی عملاً شریک ہوتے ہیں ۔

ان کی NGOs مسلم ممالک میں کام کر رہی ہیں ۔ KPK میں Aware Girls (لڑکیوں کو آگاہ کرو) کے نام سے ایک NGO کام کرہی ہے۔ یہ NGO دوردراز کے علاقہ کی لڑکیوں کے مختلف پروگرام لڑکوں کے ساتھ ہوٹلوں میں منعقد کرتی ہے۔سوات کے PAMIR ہوٹل میں اس طرح کا مخلوط پروگرام ہو

چکا ہے۔ خدا جانے یہ NGO لڑکیوں کو کس چیز سے آگاہ کرتی ہے، ایک شریکِ پروگرام نے کہا کہ میں اسلام کے حوالہ سے بات کروں گا تو اس کو ہوٹل سے واپس بھیج دیا۔

مسلمان ان کے ساتھ ملازم ہیں۔ کیا ان مسلمان ملازمین کو پتہ نہیں کہ ہم کن کے مفاد کے لیے کام کررہے ہیں؟ کیا اِن کو معلوم نہیں کہ اِن کی نوکریاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عملی اقدامات ہیں؟

سوال یہ ہے کہ YES پروگرام نائن الیون کے بعد کیوں بنا۔ صرف امریکہ نے کیوں بنایا۔ صرف امریکہ میں ایک سال کیوں گزارتے ہیں۔ یہ پروگرام صرف پندرہ، سولہ سال کے اسکول کے لڑکے اور لڑکیوں کیلئے کیوں، زیادہ تر مسلم ممالک کیلئے کیوں؟

ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے۔ یہ مسلمانوں کی نسل نو کی نسل کشی کا پروگرام ہے یعنی: نسل نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی ہے۔ اکبر آلہ آبادی مرحوم فرما گئے ہیں

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تعلیم و تربیت کے نام سے بچوں اور بچیوں کو ہر لحاظ سے تباہ کرنے کا ایک امریکی مہذب منصوبہ ہے اگر امریکہ مسلم ممالک کے پندرہ سال سے اٹھارہ سال تک بچے اور بچیوں کو کسی نہ کسی طریقہ سے قتل کرنے کا منصوبہ سازی کرتا تو ساری دنیا اس کے خلاف ہو جاتی۔ لیکن عجیب بات یہ ہیکہ مادہ پرست اور یورپ اور امریکہ سے مرعوب اور متاثر لوگوں کی عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے ہیں کہ اس قسم کی دینی و دنیوی تباہی کو نہیں سمجھتے۔

یہ سارا پروگرام ٹین ایج (ففٹین، سکسٹین، سیونٹین اور ایٹین) کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہ بنیادی نسل ہے۔ یہ نسل خدانخواستہ خراب ہو جائے تو بعد میں اس نسل کی اصلاح کون اور کیسے کرے گا؟

ملک و ملت کے ہر شعبے کو مستقبل میں چلانے والی یہی نسل ہے۔ جس طرح ان کی تربیت ہوئی ہوگی اسی طرح اپنے ملک و ملت کی خدمت کریں گے۔ بنیاد جب خراب ہو جائے تو اوپر کی پوری تعمیر خراب ہوگی۔

چوں نہد خشت اول معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ہمارے ہاں بھی بعض تعلیمی ادارے نسل نو کی ہر قسم کی تباہی کا ذریعہ بن رہے ہیں پوچھنے والا کوئی نہیں والدین بھاری بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں صرف یہ دیکھتے ہیں کہ بچہ انگریزی سیکھ گیا ہے یا نہیں۔ یہ

بھی نہیں سوچتے کہ انگریزی میں جس فن میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے وہ مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں ،اور اس طرف تو دھیان ہی نہیں جاتا کہ تربیت کے حوالہ سے بچہ کس طرف جا رہا ہے۔ اس کا نظریہ کیا تھا کیا بن رہا ہے اچھے اخلاق کا حامل بن رہا ہے یا برے اخلاق کا۔ اعمال اس کے اچھے ہیں یا برے۔ یہ تو ایسی چیزیں ہیں جو ایک اچھے مسلمان اور اچھے انسان کی اصل پہچان ہیں۔ ان چیزوں کی فکر نہ کسی ادارہ کو ہے نہ والدین کو نہ حکومت کو۔ نہ کسی تعلیمی نصاب میں ان باتوں کی رعایت ہے۔ بلکہ حکومتی تعلیمی ادارے قصداً نصاب میں ایسا مواد شامل کرتے رہتے ہیں جن سے طلبہ وطالبات کی صحیح اور درست اسلامی تربیت نہیں ہوتی۔

میرے نزدیک تعلیم تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ کسی فن کی صحیح تعلیم

۲۔ صحیح اسلامی تربیت

۳۔ صحت مند رہنے کے لیے مناسب ورزش اور مناسب غذا۔

مذکورہ تین ضروری امور کی صحیح رعایت نہ ہونے کی وجہ سے بچے نشئی بن رہے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں مختلف قسم کے نشئی مواد استعمال کر رہے ہیں۔ دوست فاونڈیشن نابالغ نشئی بچوں کا علاج کر رہی ہے، کچھ under eighteen بچے جیل کی بیرکوں میں بڑی اور قابل رحم حالت میں پڑے ہوئے ہیں جہاں جسمانی بیماریوں کے علاوہ اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ نفسیاتی مریض بن رہے ہیں اور کچھ بچے نام نہاد تعلیمی اداروں میں مہذب طریقے سے خراب ہو رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہماری نسل نو امریکہ کے چنگل سے بچ جائے، لیکن اپنوں کے چنگل سے کیسے بچیں گے؟

تعلیم تو بچے اور بچیوں کی بنیادی ضرورت اور حق ہے۔ اگر ہم مکان میں رہتے ہیں تو مکان کی تعمیر کیلئے معمار، انجنیئر ،مزدور وغیرہ کی ضرورت ہوگی، کپڑے پہنے ہیں تو کپڑوں کی مل (factory) اور درزی کی ضرورت ہوگی۔ روٹی کی ضرورت ہے تو کھیت اور کھیتی باڑی کی ضرورت ہوگی، بیماری کے وقت ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی زندگی گزارنے کے لیے تجارت اور تاجر کی ضرورت ہوگی علی ہذا القیاس تمام عصری تعلیمی ادارے ہماری یہ ضروریات پوری کر رہے ہیں، بلکہ ہر فن میں ماہرین پیدا کرنا فرض کفائی ہے تو ہم تعلیمی اداروں کے کیسے خلاف ہو سکتے ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے اور چاہتے ہیں کہ تمام عصری تعلیمی اداروں کے نصاب اور طرز تعلیم میں یورپ اور امریکہ کی تقلید کی بجائے اسلامی حدود کی رعایت ضروری ہے، تاکہ ان اداروں سے ایک اچھا مسلمان ماہر فن برآمد ہو۔

تمام تعلیمی ادارے چلانے والوں ،حکومت اور والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے اور ملک وقوم کی نسل نو پر رحم کھا کر ان کو تعلیم کے نام سے اس امریکی یلغار اور دیگر نام نہاد مخرب اخلاق ،مخرب اعمال اور مخرب عقائد تعلیم ا داروں سے بچایا جائے ۔اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت یورپ اور امریکہ کے رحم کرم پر نہ چھوڑیں۔ ان کی مخلوط تعلیم ،مخلوط ماحول اور مذہب بے زار زندگی کی وجہ سے تباہی اپنی آنکھوں سے سب دیکھ رہے ہیں۔ ان کے مختلف ادارے خاص کر تعلیمی ادارے اب مسلمان ماہرین تعلیم چلا رہے ہیں۔ اب وہ ایسی تباہی والی زندگی سے واپسی کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ہمارے نام نہاد، مرعوب اور اُن کے مقلد مسلمان اب بھی ہر چیز میں ان کی تقلید کو ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ ہم عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں نہ ان کی نوکریوں کے، البتہ ان اداروں میں جو شرعی حدود پامال ہورہی ہیں،ان کی پابندی ضروری ہے۔ اسلامی اصولوں کی پابندی کی آواز مختلف مثبت طریقوں سے ہرزمان اور ہر مکان میں ہم نے لگائی ہے ،اب بھی لگائیں گے اور آئندہ بھی لگائیں گے۔ کوئی عمل کرے یا نہ کرے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کے آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

خوفزدہ نیویارک (بقیہ صفحہ ۴۰ سے)

حقوق کی آواز بلند کرتا ہے۔ ہر سال ہزاروں ہم جنس پرست مرد اور خواتین 57 سال پہلے ہونے والے معمولی تشدد کو یاد رکھتے ہیں۔ اسی شہر کے محلوں میں اس امریکی فوجی یونٹ کے آفیسران بھی محو عیش ہیں جنہوں نے رشید دوستم کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر دشت لیلی کا قتل عام کیا تھا۔ ففتھ ایونیو سے ہم جنس پرستوں کی پریڈ شروع ہوتی ہے اور اب اسی جگہ پر امریکا کا نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ رہتا ہے۔ سیکیورٹی کے نام پر سڑکیں بند ہیں اور علاقے کے لوگ پریشان، رات گئے اس کے ٹرمپ ٹاور کے سامنے کھڑا میں سوچ رہا تھا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں اس نے امریکا کے میڈیا کے بڑے بڑے اینکروں اور کرتا دھرتاؤں کو بلا کر کہا تھا کہ آج میں دنیا کے جھوٹوں کے سب سے بڑے ہجوم کے درمیان کھڑا ہوں۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا سچ کیا ہے، اس کا سچ یہ ہے کہ امریکی سفید فام عیسائی ہر سیاہ فام، ہسپانوی، مسلمان اور یہاں تک کہ آزاد خیال، معاشی طور پر خود مختار عورتوں سے بھی نفرت کرتا ہے۔ اس نفرت کا اظہار اس کی جیت ہے اور اس کی جیت سے پورا نیویارک شہر خوفزدہ ہے۔